روزنامہ

(ٹیلی فون نمبر 047-6213029) FR-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

پیر 24 / اکتوبر 2011ء 25 ذیقعد 1432 ہجری 24 / اخاء 1390 ہش جلد 61-96 نمبر 242

عمل صالح

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت ﷺ سے پوچھا کونسا عمل اللہ کے نزدیک سب سے افضل ہے۔ فرمایا وقت مقررہ پر نماز کی ادائیگی پھر میرے پوچھنے پر فرمایا اس کے بعد والدین سے حسن سلوک اور پھر جہاد فی سبیل اللہ۔

(صحیح بخاری کتاب مواقیت الصلوٰۃ باب فضل الصلوٰۃ لوقتہا حدیث نمبر 496)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

کسی شخص میں نماز اور یادِ الٰہی کی حالت میں خشوع اور سوز و گداز اور گریہ وزاری پیدا ہونا لازمی طور پر اس بات کو مستلزم نہیں کہ اس شخص کو خدا سے تعلق بھی ہے۔ ممکن ہے کہ یہ سب حالات کسی شخص میں موجود ہوں مگر ابھی اس کو خدا تعالیٰ سے تعلق نہ ہو۔ جیسا کہ مشاہدہ صریحہ اس بات پر گواہ ہے کہ بہت سے لوگ پند و نصیحت کی مجلسوں اور وعظ و تذکیر کی محفلوں یا نماز اور یادِ الٰہی کی حالت میں خوب روتے اور وجد کرتے اور نعرے مارتے اور سوز و گداز ظاہر کرتے ہیں اور آنسوان کے رخساروں پر پانی کی طرح رواں ہو جاتے ہیں بلکہ بعض کا رونا تو منہ پر رکھا ہوا ہوتا ہے۔ ایک بات سنی اور وہیں رو دیا۔ مگر تاہم لغویات سے وہ کنارہ کش نہیں ہوتے اور بہت سے لغو کام اور لغو باتیں اور لغو سیر و تماشے ان کے گلے کا ہار ہو جاتے ہیں۔ جن سے سمجھا جاتا ہے کہ کچھ بھی ان کو خدا تعالیٰ سے تعلق نہیں اور نہ خدا تعالیٰ کی عظمت اور ہیبت کچھ ان کے دلوں میں ہے۔ پس یہ عجیب تماشہ ہے کہ ایسے گندے نفسوں کے ساتھ بھی خشوع اور سوز و گداز کی حالت جمع ہو جاتی ہے اور یہ عبرت کا مقام ہے اور اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مجرد خشوع اور گریہ وزاری کہ جو بغیر ترک لغویات ہو کچھ فخر کرنے کی جگہ نہیں اور نہ یہ قربِ الٰہی اور تعلق باللہ کی کوئی علامت ہے۔ بہت سے ایسے فقیر میں نے بچشم خود دیکھے ہیں اور ایسا ہی بعض دوسرے لوگ بھی دیکھنے میں آئے ہیں کہ کسی دردناک شعر کے پڑھنے یا دردناک نظارہ دیکھنے یا دردناک قصہ کے سننے سے اس جلدی سے ان کے آنسو گرنے شروع ہو جاتے ہیں جیسا کہ بادل اس قدر جلدی سے اپنے موٹے موٹے قطرے برساتے ہیں کہ باہر سونے والوں کو رات کے وقت فرصت نہیں دیتے کہ اپنا بستر بغیر تر ہونے کے اندر لے جاسکیں۔ لیکن میں اپنی ذاتی شہادت سے گواہی دیتا ہوں کہ اکثر ایسے شخص میں نے بڑے مکّار بلکہ دنیاداروں سے آگے بڑھے ہوئے پائے ہیں اور بعض کو میں نے ایسے خبیث طبع اور بددیانت اور ہر پہلو سے بدمعاش پایا ہے کہ مجھے ان کی گریہ وزاری کی عادت اور خشوع خضوع کی خصلت دیکھ کر اس بات سے کراہت آتی ہے کہ کسی مجلس میں ایسی رقت اور سوز و گداز ظاہر کروں۔ ہاں کسی زمانہ میں خصوصیت کے ساتھ یہ نیک بندوں کی علامت تھی مگر اب تو اکثر یہ پیرایہ مکّاروں اور فریب دہ لوگوں کا ہو گیا ہے۔...... بال سر کے لمبے۔ ہاتھ میں تسبیح۔ آنکھوں سے دمبدم آنسو جاری۔ لبوں میں کچھ حرکت گویا ہر وقت ذکرِ الٰہی زبان پر جاری ہے۔ اور ساتھ اس کے بدعت کی پابندی۔ یہ علامتیں اپنے فقر کی ظاہر کرتے ہیں۔ مگر دل مجذوم۔ محبتِ الٰہی سے محروم۔ الّا ماشاء اللہ۔ راستباز لوگ میری اس تحریر سے مستثنیٰ ہیں جن کی ہر ایک بات بطور جوش اور حال کے ہوتی ہے نہ بطور تکلف اور قال کے۔

(براہین احمدیہ ۔ روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 193)

نماز باجماعت کی عادت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ فرمودہ 14 / اپریل 2006ء میں فرماتے ہیں:۔

’’ہر جگہ ہماری (بیوت الذکر) نہیں ہیں۔...... لوگ فاصلے پر رہتے ہوں گے تو جو لوگ (بیت الذکر) میں آسکتے ہوں انہیں ضرور آنا چاہئے اور جو نہ آسکتے ہوں وہ قریب کے گھر آپس میں مل کر نماز سینٹرز قائم کریں اور نماز باجماعت کا اہتمام کیا کریں۔ اسی طرح دوسرے شہر کے لوگ ہیں جہاں بہت فاصلے کی دُوری ہو وہاں گھر والے اکٹھے ہو کر نماز باجماعت کی عادت ڈالیں۔ جس حد تک گھر اکٹھے ہو سکتے ہوں آپس میں مختلف گھر اکٹھے ہو جائیں، ایک جگہ سینٹر بنا لیں۔ جہاں یہ بھی ممکن نہ ہو، وہاں گھر کے سربراہ اپنے بیوی بچوں کو اکٹھا کریں اور نماز باجماعت کی اپنے گھر میں عادت ڈالیں۔ اس سے جہاں باجماعت نماز ادا کرنے کی وجہ سے نماز کا 27 گنا ثواب لے رہے ہوں گے وہاں اپنے بچوں کے دلوں میں بھی نماز کی اہمیت پیدا کر رہے ہوں گے۔ اور یہ اہمیت جب ان بچوں کی زندگیوں کا حصہ بن جائے گی تو پھر ہمیشہ نماز سنوار کر ادا کرنے والے بن جائیں گے۔ پھر آپ لوگ اس فکر سے بھی آزاد ہو جائیں گے کہ کہیں ہمارے بچے اس معاشرے کے رنگ میں نہ ڈھل جائیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جو حقیقی نمازیں پڑھنے والے، اس کے حضور جھکنے والے ہیں نمازیں ان کو فحشاء سے بھی روکتی ہیں۔ نمازیں ان کی محافظ بن جائیں گی اور ان کی حفاظت کے لئے کھڑی ہو جائیں گی۔ اس لئے یہ انتہائی ضروری چیز ہے۔ یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ اپنی نسلوں کو بھی اگر سنوارنا ہے، بچانا ہے تو خود بھی نمازوں کی عادت ڈالیں تا کہ بچوں کو بھی عادت پڑے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔‘‘

(خطبات مسرور جلد 4 صفحہ 190)

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2011ء مرسلہ نظارت اصلاح و ارشاد مرکزیہ)

مکرم ملک منور احمد جاوید صاحب

ازافاضات سیدنا حضرت مصلح موعود

تحریک جدید نہایت بابرکت تحریک ہے

خدا تعالیٰ کی تحریک

''میں اللہ تعالیٰ سے امید کرتا ہوں کہ وہ اپنے فضل وکرم سے جماعت کے دوستوں میں ہمت پیدا کرے گا اور پھر جو کوتاہی رہ جائے گی اسے وہ اپنے فضل سے پوری کرے گا۔ یہ اسی کا کام ہے اور اسی کی رضا کیلئے میں نے یہ اعلان کیا ہے۔'' زبان گو میری ہے مگر بُلاوا اُسی کا ہے''۔

پس مبارک ہے وہ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے بلاوا سمجھ کر ہمت اور دلیری سے آگے بڑھتا ہے اور خدا تعالیٰ رحم کرے اس پر جس کا دل بزدلی کی وجہ سے پیچھے ہٹتا ہے''۔ (الفضل 28 نومبر 1944ء)

اغراض ومقاصد

''تحریک جدید کو اس لئے جاری کیا گیا ہے کہ ہمارے پاس ایسی رقم جمع ہو جائے جس سے خدا تعالیٰ کے نام کو دنیا کے کناروں تک آسانی اور سہولت کے ساتھ پہنچایا جاسکے''۔

(مطالبات صفحہ 5)

''غرض ہمارا اشاعت (دین) کا کام ہر روز بڑھے گا اور اخراجات بھی بڑھیں گے۔ جو بہرحال آپ کو برداشت کرنے پڑیں گے''۔

(سبیل الرشاد صفحہ 201)

تحریک جدید کے قیام کی غرض

''اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو محض اس لئے قائم کیا ہے کہ وہ اخلاق حسنہ دنیا میں قائم کرے جو آج معدوم نظر آتے ہیں۔ یہی غرض میری تحریک جدید کے قیام سے تھی۔ چنانچہ تحریک جدید کے جو اصول مقرر کئے گئے تھے۔ ان میں جہاں یہ امر مدنظر رکھا گیا تھا کہ جماعت اپنے حالات کو بدلنے کی کوشش کرے وہاں اس امر کو بھی مدنظر رکھا گیا تھا کہ ان اصولوں پر عمل کرنے کے نتیجہ میں جماعت کو اپنی ذمہ داری کی ادائیگی کے زیادہ سے زیادہ سامان میسر آسکیں۔ اس طرح تحریک جدید کے اصول میں اس امر کو مدنظر رکھا گیا تھا کہ امراء اور غرباء میں جو خلیج حائل ہے اور جس کی بناء پر امراء میں کبر اور خود پسندی اور بڑائی اور احسان جتانے کا مادہ پایا جاتا ہے اس کو دور کیا جائے۔ ان تمام مطالبات کا مقصد جماعت کے اندر اخلاق حسنہ کو قائم کرنا تھا''۔

(بحوالہ مطالبات صفحہ 173)

سب کچھ قربان کردو

''اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے قرب میں بڑھنے کا تحریک جدید کے ذریعہ عظیم الشان موقع عطا فرمایا ہے اُس کو ضائع مت کرو۔ آگے بڑھو اور خدا تعالیٰ کے اُن بہادر سپاہیوں کی طرح جو جان ومال کی پروا نہیں کیا کرتے اپنا سب کچھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان کر دو اور دنیا کو یہ نظارہ دکھا دو کہ بے شک دنیا میں دنیاوی کامیابیوں اور عزتوں کیلئے قربانی کرنے والے لوگ پائے جاتے ہیں۔ لیکن محض خدا کیلئے قربانی کرنے والی جماعت آج دنیا کے پردہ پر سوائے جماعت احمدیہ کے اور کوئی نہیں اور وہ اس قربانی میں ایسا امتیازی رنگ رکھتی ہے۔ جس کی مثال دنیا کی کوئی اور قوم پیش نہیں کرسکتی''۔ (الفضل یکم دسمبر 1943ء)

اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا ذریعہ

''یاد رکھو تحریک جدید اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ایسا موقع نہ سینکڑوں سال پہلے کسی کو ملا ہے نہ آئندہ ملے گا''۔

(الفضل 17 دسمبر 1945ء)

خدا کی رضا کے لئے کھڑے ہو جائیں

''ہماری جماعت کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جس کام کیلئے ہم کھڑے کئے گئے ہیں وہ کام بے دریغ قربانی چاہتا ہے۔ جب تک ہم بے دریغ قربانی کرنے کیلئے تیار نہیں ہوتے (دین حق) اپنے حق کو واپس نہیں لے سکتا ...... پس ہم تھوڑے سے لوگ جو اتنے بڑے کام کیلئے کھڑے ہوئے ہیں۔ جب تک اپنی تمام طاقتوں کو مجنونوں کی طرح نہ لگا دیں اور دیوانوں کی طرح ہر ایک قربانی کرنے کیلئے تیار نہ ہوں اُس وقت تک یہ کام ہمارے ہاتھوں سے ہونا مشکل ہے''۔

(الفضل 6 دسمبر 1944ء)

تمہارا رب بلاتا ہے

''تم جانتے ہو کہ تمہیں کس کی آواز بلا رہی ہے؟ میری نہیں، کسی اور انسان کی نہیں، کسی اور بشر کی نہیں بلکہ عرش پر بیٹھے ہوئے خدا نے ایک آواز بلند کی ہے۔ تمہیں پیدا کرنے والا رب تمہیں اپنے دین کی قربانی کے لئے بلاتا ہے''۔ (الفضل 5 فروری 1946ء)

رفتار تیز رکھیں

''مومن کو اپنے کاموں میں ہوشیار ہونا چاہئے اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں جلدی اور احتیاط سے کام کرنا چاہئے۔ احتیاط اس لئے کہ اگر ہم اپنے اندازے میں غلطی کر جائیں اور کام کے بعض پہلو ترک کر دیں تو ہمیں صحیح نتیجہ کی امید نہیں ہوسکتی اور جلدی اس لئے کہ یہ زمانہ جلدی کرنے کا ہے۔ دنیا دوڑ رہی ہے۔ جب تک ہم دنیا کے ساتھ ایسی رفتار کے ساتھ نہ دوڑیں کہ ہماری رفتار اُس سے تیز ہو اُس وقت تک ہمیں کسی اچھے نتیجہ کی امید نہیں ہوسکتی''۔

(الفضل 11 دسمبر 1954ء)

قدم آگے بڑھائیں

''خدا تعالیٰ نے تمہارے اندر ایسی روح پیدا کر دی ہے کہ تم نے بہرحال بڑھنا ہے۔ چاہے تمہارا ارادہ اور عزم ساتھ شامل ہو یا نہ ہو۔ پھر جس طرح یہ نہیں ہوسکتا کہ پانچ چھ سال کے بچہ کا لباس آٹھ نو سال کی عمر کے بچے کو پورا آسکے اسی طرح یہ بھی نہیں ہوسکتا کہ تمہارے پچھلے سال کا چندہ اگلے سال کیلئے کافی ہو۔ جب تک تم پہلے سے زیادہ قربانی نہیں کرو گے۔ جب تک تم اپنے چندے کو پہلے سالوں سے زیادہ نہیں بڑھاؤ گے۔ جب تک تم چندہ دینے والوں کی تعداد ہر سال بڑھاتے نہیں جاؤ گے تمہارا لباس تمہارے جسم پر بے جوڑ معلوم ہوگا ---------- اگر تمہاری شہرت کے مقابلہ میں تمہارا کام اور تمہارا چندہ کم ہوتو سب دیکھنے والوں کو تمہارا یہ عیب نظر آئے گا۔ تمہارا کام آج ہر قوم کے سامنے ہے''۔

(الفضل 11 دسمبر 1954ء)

''پس میں ایک دفعہ پھر دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں کہ ہر جماعت جلد سے جلد وعدوں کی فہرست مکمل کر کے دفتر میں بھجوائے۔ یہ یاد رہے کہ وعدوں میں کچھ نہ کچھ زیادتی ضرور ہونی چاہئے تا کہ جماعت کا قدم آگے بڑھے، پیچھے نہ ہٹے''۔

(مطبوعہ الفضل 3 فروری 1955ء)

عزت کا طریق

''اگر تم اپنوں اور بیگانوں میں عزت حاصل کرنا چاہتے ہو تو اس کا ایک ہی طریق ہے اور وہ یہ ہے کہ تم حوصلہ اور ہمت سے کام کرو۔ اگر تم خدا تعالیٰ کے رستہ میں خرچ کرو گے تو خدا تعالیٰ تمہیں اور دے گا۔۔۔ اگر کوئی شخص مالی لحاظ سے یا ایمان کے لحاظ سے کمزور بھی ہو تو اسے چاہئے کہ بناوٹ سے ہی ساتھ چلتا چلا جائے''۔ (الفضل 11 دسمبر 1954ء)

روحانی جوانی!

''روحانی طور پر یہ زمانہ تمہارے لئے اس قدر مبارک ہے کہ اگر تم یہ دعائیں کرتے رہو کہ تم بوڑھے نہ ہو تو تمہارا جوانی کا زمانہ ہمیشہ قائم رہے گا ...... روحانی جوانی کو تم سینکڑوں، لاکھوں بلکہ کروڑوں سال تک بھی قائم رکھ سکتے ہو۔ اس کا نمونہ موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگلے جہان میں جو جنت ملے گی اس میں کوئی بوڑھا نہیں ہوگا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اگر کوئی قوم جوان رہنا چاہتی ہے تو اس پر بڑھاپا نہیں آتا پس اگر تم جوان رہنا چاہتے ہو تو تمہیں ہر روز اپنی قربانی بڑھانی پڑے گی۔ اگر تمہیں ایسا کرتے ہوئے بشاشت محسوس نہیں ہوتی تو تم خدا تعالیٰ کی خاطر بناوٹ کے طور پر ہی اپنی قربانی کو بڑھاؤ۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اگلے سال تمہیں سچے دل سے خدا کی خاطر قربانی کرنے کی توفیق مل جائے گی''۔

(روزنامہ الفضل 11 دسمبر 1954ء)

عہد کو نباہنا ایک فرض ہے

''اگر کوئی اپنی مرضی سے کوئی چندہ لکھاتا ہے اور کسی قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کرتا ہے تو اس کا فرض ہے کہ اپنے عہد کو نباہے خواہ کس قدر ہی تکلیف ہو اور یقین رکھے کہ خدا تعالیٰ کیلئے موت قبول کرکے انسان موت کا شکار نہیں ہوتا بلکہ موت سے محفوظ ہو جاتا ہے''۔

(الفضل 6 مئی 1937ء)

مبارک ہیں وہ

''مبارک ہیں وہ جو بڑھ چڑھ کر اس تحریک میں حصہ لیتے ہیں۔ کیونکہ اُن کا نام ادب اور احترام سے (دین حق) کی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا اور خدا تعالیٰ کے دربار میں یہ لوگ خاص عزت کا مقام پائیں گے''۔ (الفضل 30 نومبر 1939ء)

شمولیت کی اہمیت اور دعا

''اگر تمہیں ابھی تک تحریک جدید میں حصہ لینے کی توفیق نہیں ملی تو اللہ تعالیٰ تمہیں حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے اور تمہارے دلوں کی گرہیں کھول دے اور اگر تمہیں اللہ تعالیٰ نے اس میں حصہ لینے کی توفیق تو دی ہے لیکن تم نے اپنی حیثیت کے مطابق اس میں حصہ نہیں لیا تو اللہ تعالیٰ تمہیں بشاشت ایمان عطا فرمائے تا تم اپنی حیثیت کے مطابق اس میں حصہ لے سکو اور اگر تم نے حصہ لیا تھا اور اپنی حیثیت کے مطابق لیا تھا لیکن اپنی کسی شامت اعمال کی وجہ سے یا کسی مجبوری کی وجہ سے تم اپنا وعدہ پورا نہیں کر سکے تو اللہ تعالیٰ تمہاری شامت اعمال اور مجبوریاں دور کرے اور تمہیں اپنا وعدہ پورا کرنے کی توفیق بخشے''۔

(الفضل 23 نومبر 1954ء)

اللہ تعالیٰ سب احمدیوں کو بشاشت ایمان، اپنا قرب، روحانی جوانی اور حضور کے منشاء کے مطابق تحریک جدید میں شمولیت، وعدہ اور وعدہ کی ادائیگی کی توفیق بخشے۔ (آمین)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

مصالح العرب

عرب اور احمدیت

محمد طاہر ندیم صاحب۔ عربی ڈیسک یو۔کے

قسط نمبر 27

جماعت احمدیہ شام کے جلسہ سیرت النبیؐ کا اخبارات میں چرچا

جماعت احمدیہ دمشق نے 26 نومبر 1950ء کو سیرت النبیؐ کا جلسہ عام منعقد کیا جس میں مولوی رشید احمد صاحب چغتائی کے علاوہ شام کی بعض اہم شخصیات نے بھی تقریریں کیں۔

...... دمشق کے اخبار ''الکفاح'' نے 27/ نومبر 1950 ءکے شمارے میں لکھا:۔

جماعت احمدیہ کا جلسہ سیرت النبی ﷺ

جماعت احمدیہ دمشق نے کل ایک عظیم الشان جلسہ حضرت رسول اعظم محمد ﷺ کی سیرت بیان کرنے کے لئے منعقد کیا جس میں بعض شامی اشخاص کی قیمتی تقاریر کے علاوہ میرزا رشید احمد چغتائی پاکستانی احمدی نے بھی تقریر کی جس میں آپ نے حضرت نبی کریم ﷺ کی قوت قدسیہ اور حضور کے صحابہ اور عرب وعجم کے دوسرے لوگوں کے دلوں میں اس کی تاثیر کا ذکر کیا۔ اور آپ نے اہل شام کو اس بات پر مبارکباد دی کہ ان کے ملک کو یہ خاص برکت حاصل ہوئی اور ان کی سرزمین کو حضور فخر کائنات ﷺ نے اپنی تشریف آوری سے مشرف فرمایا۔ جبکہ حضور کے مبارک قدموں نے اس کو برکت بخشی۔ ان تقاریر کا بڑا شاندار اثر حاضرین کے قلوب پر ہوا جنہوں نے سیدنا محمد افضل الرسل خاتم النبیّین ﷺ افضل الصلوات واتم التسلیم پر بکثرت درود وسلام بھیجا۔

......اخبار ''القبس'' نے اپنی 28/نومبر 1950ء کی اشاعت میں لکھا:۔

جلسہ سیرت النبی ﷺ

پرسوں جماعت احمدیہ نے جلسہ منعقد کیا جس میں بہت سے مقررین نے حضرت رسول اعظم ﷺ کی سیرت طیبہ پر تقاریر فرمائیں اور رسول عربی ﷺ کی شان کو بیان کیا جنہوں نے شہریت کے ایسے اصول وضع فرمائے ہیں جن سے دنیا آج تک راہنمائی حاصل کرتی چلی آ رہی ہے۔

(تاریخ احمدیت جلد 13 صفحہ 283-284)

لیبیا کی آزادی میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کا کردار

1912ء کی جنگ میں اٹلی نے بآسانی ترکی افواج کو شکست دے کر لیبیا پر قبضہ کر لیا تھا۔ لیکن اس کے بعد عرب آبادی کو زیر اقتدار لانے میں اٹلی کو بہت مشکل کا سامنا ہوا۔ اس مہم کے سر کرنے کی ذمہ داری مارشل بڈوگلیو پر ڈالی گئی جس نے مزعومہ قیام امن کے لئے نہایت ہولناک طریق اختیار کئے۔ مثلاً بڑے بڑے قائدین جو اطالوی اقتدار کے سامنے سرخم نہیں کرتے تھے کو جبراً ہوائی جہاز میں کئی ہزار فٹ کی بلندی پر لے جا کر جہاز سے نیچے گرا دیا جاتا۔ یا اگر کسی بستی یا علاقے کے لوگوں کی طرف سے اٹھ کھڑے ہونے کا خدشہ ہوتا تو اس کا توپوں اور ٹینکوں سے محاصرہ کر کے اس علاقے کے پانیوں میں زہر ملا دیا جاتا جس سے اکثریت تو زہریلا پانی پینے سے مر جاتی تھی لیکن جو اس علاقے سے باہر بھاگنے کی کوشش کرتا وہ توپوں اور گولیوں کا نشانہ بنا دیا جاتا۔

1949ء میں بڑی طاقتوں نے یہ فیصلہ کیا کہ لیبیا کو تین حصوں میں تقسیم کر کے گویا تین ملک بنا دیئے جائیں۔ چنانچہ طرابلس کو اٹلی کی نگرانی میں، برقہ کو برطانیہ کی جبکہ فزان فرانس کی نگرانی میں مزید دس سال تک رکھنے کا فیصلہ ہوا، جس کے بعد لیبیا کے ان تین حصوں کو آزادی دینے کی تجویز تھی۔

13/مئی 1949ء کو یہ قرارداد ووٹنگ کے لئے جنرل اسمبلی میں پیش ہوئی۔ لیکن یہ تجویز منظور نہ ہو سکی کیونکہ اس کو مطلوبہ ووٹ نہ مل سکے۔ چنانچہ جنرل اسمبلی کو 21/نومبر 1949ء کو لیبیا کی آزادی کا فیصلہ کرنا پڑا۔ اور تقسیم کے بغیر متحدہ لیبیا ایک ملک کی حیثیت سے آزاد ہو گیا۔

یہ وہ تاریخ ہے جو ہر تاریخ کی کتاب میں مل جائے گی لیکن ہم تاریخ کے اس پہلو کو بیان کرتے ہیں جسے بہت کم لوگ جانتے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ لیبیا کی تقسیم کا فیصلہ ہو گیا تھا۔ تین بڑی طاقتیں اس پر متفق تھیں اور یہ اس زمانے کی بات ہے جس میں یہ بات کافی حد تک ناقابل یقین سمجھی جاتی تھی کہ ایک بات پر یہ تین بڑی طاقتیں متفق ہوں اور پھر ایسی بات پر مشتمل قرارداد ناکام رہے۔

حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب ہی وہ تاریخی شخصیت تھے جو لیبیا کی تقسیم کے سب سے زیادہ خلاف تھے اور آپ ہی تھے جنہوں نے خداداد قانونی صلاحیتوں اور ذہانت سے اس قرارداد کو ناکام کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا۔ اس کی تفصیل کا خلاصہ حضرت چوہدری صاحب کی خودنوشت ''تحدیث نعمت'' سے پیش ہے:

''اس وقت اقوام متحدہ کے ممبران ملکوں کی تعداد ساٹھ سے کم تھی اور قواعد کے مطابق کسی بھی قرارداد کی منظوری کے لئے دو تہائی اکثریت کے ووٹ درکار ہوتے تھے جبکہ اس کو ناکام کرنے کے لئے ایک تہائی سے زیادہ ووٹ مطلوب ہوتے تھے۔ حضرت چوہدری صاحب فرماتے ہیں:

مغربی طاقتوں نے تو سمجھا ہوگا کہ جو تجویز وہ کریں گے اسمبلی اس پر مہر تصدیق ثبت کر دے گی۔ میرا خیال تھا کہ اگر ہم اس تجویز کو ردّ کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو لیبیا کے جلد آزاد ہونے کی صورت پیدا ہو جائے گی اور اگر لیبیا آزاد ہو جائے تو شمال مغربی افریقہ کے تینوں عرب ممالک یعنی تیونس، الجزائر اور مراکش کی آزادی کا راستہ کھل جائے گا۔ اس لئے میری نگہ میں مجوزہ قرارداد کا رد کیا جانا ازبس ضروری تھا۔ مغربی طاقتوں نے ٹریپولی (طرابلس) کی نگرانی اٹلی کے سپرد کرنے کی تجویز سے لاطینی امریکن ریاستوں کی تائید حاصل کر لی تھی ...... اپنی طرف سے پوری کوشش کرنے کے بعد بھی ہمیں قرارداد کے خلاف صرف 15 آراء ملنے کا یقین تھا۔ عرب ریاستیں تو قرارداد کے خلاف تھیں لیکن اس وقت صرف چھ عرب ریاستیں اقوام متحدہ کی رکن تھیں۔ ان میں سے مصر کے وزیر خارجہ خشابا پاشا بھی پوری جدوجہد کر رہے تھے اور ہم دونوں آپس میں مشورے کرتے رہتے تھے۔

بحث کا آخری دن آ پہنچا اور قرارداد کے خلاف 15 آراء سے زیادہ کا امکان نظر نہیں آتا تھا۔ میری طبیعت میں سخت اضطراب تھا۔ اسی اضطراب کی حالت میں میں نے نماز ظہر میں نہایت عجز وانکسار سے ربّ العالمین کی درگاہ میں زاری کی کہ الٰہ العالمین۔۔ تو اپنے فضل ورحم سے ہمیں وہ رستہ دکھا جس پر چل کر ہم تیرے مظلوم بندوں کی رہائی اور مخلصی کی تدبیر کر سکیں۔ تیسری رکعت کے پہلے سجدے میں جاتے ہوئے دفعۃً اللہ تعالیٰ نے اپنے کمال فضل اور رحم سے ایک ترکیب کی تفہیم فرما دی۔

جونہی میں نے نماز ختم کی ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ اقوام متحدہ میں مصر کے مستقل نمائندے محمود فوزی صاحب نے فرمایا میرے وزیر خارجہ دریافت کرتے ہیں 'تم کب تک آنے کا ارادہ رکھتے ہو؟ وہ چاہتے ہیں کہ جلد آجاؤ تو سہ پہر کا اجلاس شروع ہونے سے پہلے کچھ مزید غور کر لیں'۔ میں وزیر خارجہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ انہوں نے پوچھا، کچھ مزید غور کیا ہے اور کوئی تجویز ذہن میں آئی ہے؟ میں نے کہا ہاں آئی ہے یا یوں کہئے ذہن میں ڈالی گئی ہے۔ اب تک ہم اس کوشش میں رہے ہیں کہ جہاں تک ہو سکے پوری قرارداد کے خلاف آراء حاصل کی جائیں۔ اس کوشش کے نتیجہ میں تو ہمیں صرف 15 مخالف آراء حاصل ہو سکی ہیں جو قرارداد کے ردّ کرنے کے لئے کافی نہیں ......اب ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ جو ممالک برطانیہ یا فرانس کی خوشنودی کی خاطر برطانیہ کو Cyrenaica (برقہ) اور فرانس کو فیضان (فوزان) کی نگرانی سپرد کرنے کے لئے موید ہیں ان میں سے تین چار کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ اس قرارداد میں برطانوی اور فرانسیسی نگرانی والی شقوں کی تائید میں رائے دینے کے بعد تیسری شق جس میں ٹریپولی کی نگرانی اٹلی کے سپرد کرنے کی تجویز ہے کے مخالف رائے دیں۔

خشابا پاشا: اگر ایسا ہو بھی جائے تو کیا حاصل ہوگا؟

ظفر اللہ خان: حاصل یہ ہوگا کہ تیسری شق قرارداد سے خارج ہو جائے گی۔

خشابا پاشا: لیکن ملک تو پھر بھی تقسیم ہو جائے گا۔ برطانیہ اور فرانس کو مجوزہ علاقوں کی نگرانی سپرد کر دی جائے گی۔ تم خود اب تک مصر رہے ہو کہ لیبیا کی تقسیم نہیں ہونی چاہئے۔ اب تم نے یکا یک اپنی رائے کیوں بدل لی ہے؟

ظفر اللہ خان: میں نے رائے نہیں بدلی۔ میں اب بھی یہی چاہتا ہوں کہ لیبیا کی تقسیم ہرگز نہیں ہونی چاہئے۔ اگر میری بیان کردہ ترکیب سے تیسری شق قرارداد سے خارج ہو گئی تو کوئی تقسیم نہیں ہوگی۔

خشابا پاشا: وہ کیسے؟

ظفر اللہ خان: اگر ٹریپولی کی نگرانی اٹلی کے سپرد نہ ہوئی تو لاطینی امریکن ریاستیں بقیہ قرارداد کو قبول نہیں کریں گی اور تینوں شقوں پر رائے شماری کے بعد جب مجموعی طور پر ساری قرارداد پر رائے شماری ہوگی تو لاطینی امریکن ریاستیں اس کے خلاف رائے دیں گی۔

خشابا پاشا: (خوشی سے اچھل کر) خوب تجویز ہے۔ میرے ذہن میں بالکل نہیں آئی۔ پھر اب کیسے کیا جائے؟ وقت بہت تھوڑا ہے۔ آج شام رائے شماری ہو جائے گی۔

ظفر اللہ خان: لاطینی امریکن ممالک میں ہائیٹی (Haiti) ایک ایسا ملک ہے جس کا اٹلی سے کوئی تعلق نہیں۔ ایک تو ان کے ساتھ کوشش ہونی

چاہئے۔ان کی زبان فرانسیسی ہے،آپ کے وفد میں سے کوئی صاحب ان کے ساتھ بات چیت کریں۔سر بی این راؤ ہندوستانی نمائندے کے ساتھ میں بات کرتا ہوں۔"

دونوں ملکوں نے تیسری شق کے خلاف رائے دینا منظور کرلیا۔

مغربی ریاستیں مطمئن نظر آتی تھیں جس سے اندازہ ہوتا تھا کہ انہیں قرارداد کے منظور ہونے کا پورا یقین ہے۔رائے شماری شروع ہوئی۔پہلی شق منظور ہوگئی، دوسری شق منظور ہوگئی، تیسری شق پر رائے شماری ہوئی تو حاضر 58، اراکین میں سے 8 نے رائے دینے سے اجتناب کیا، باقی 50 اراکین نے رائے دی۔منظوری کے لئے کم از کم 34 آراء کی ضرورت تھی لیکن اسکے حق میں صرف 33 اور اس کے خلاف 17 آراء آئیں۔کامیابی کے لئے مزید ایک رائے ان کو نہ مل سکی اور یوں صاحب صدر کو چاروناچار اس شق کے نامنظور ہونے کے باعث قرارداد سے خارج ہونے کا اعلان کرنا پڑا۔

حضرت چوہدری صاحب فرماتے ہیں:

ہماری طرف سے خوشی کا اظہار تو لازم تھا ہی لیکن معلوم ہوتا ہے میرے اعصاب پر پہلے چند دنوں کی پریشانی اور اضطراب کا بوجھ تھا۔میری طبیعت قابو میں نہ رہی اور میں جوش سے اپنے سامنے کے ڈیسک کو زور زور سے متواتر پیٹنے لگا۔کرنل عبد الرحیم (اقوام متحدہ میں پاکستان کے مستقل نمائندے) نے آہستہ سے مجھے کہا: چوہدری صاحب کیا کر رہے ہیں؟ میں نے کہا: "مغربی طاقتوں کی چھاتی پیٹ رہا ہوں۔"...... کئی دن تک میرے دونوں ہاتھ اس ڈیسک کوبی کی وجہ سے متورّم رہے۔"

اس طرح طرابلس کی نگرانی اٹلی کے سپرد نہ ہوسکنے کی وجہ سے لاطینی امریکن ریاستوں کی طرف سے قرارداد کی بقیہ شقوں کی مخالفت کی وجہ سے یہ ساری قرارداد ردّ ہوگئی۔

حضرت چوہدری صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"اجلاس ختم ہونے پر میں کراچی واپس آگیا۔

کچھ دنوں بعد اطالوی سفیر متعینہ پاکستان مجھ سے ملنے آئے اور اپنے وزیر خارجہ (کونٹ سفورزا) کا ایک خصوصی پیغام میرے نام لائے۔کونٹ سفورزا نے کہلا بھیجا ہمیں قرارداد کے ردّ ہو جانے پر کوئی رنج نہیں۔ہم عرب ممالک کی دوستی اور خوشنودی کے خواہاں ہیں۔اور اسمبلی کے آنے والے اجلاس میں لیبیا کی فوری آزادی کی تائید کرنے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ 1949ء کے سالانہ اجلاس اسمبلی میں یہ قرارداد منظور ہوگئی کہ یکم جنوری 1951ء سے لیبیا آزاد ہوگا۔اس قرارداد کے نفاذ کے لئے ایک کمیٹی مقرر کی گئی جس کے اراکین میں مصر اور پاکستان دونوں شامل تھے۔چنانچہ قرارداد کے مطابق یکم جنوری 1951ء کو لیبیا کی آزاد حکومت قائم ہوگئی۔فالحمدللّٰہ"۔

(ماخوذ از تحدیث نعمت صفحہ 567 تا 573)

حضرت چوہدری صاحب کا دورۂ مصر

حضرت چوہدری صاحب 1952ء میں ایک دفعہ مصر گئے تو وہاں کے اخبار "المصور" نے نہ صرف آپ کے بارہ میں آرٹیکل لکھے بلکہ آپ کا انٹرویو بھی کیا اور اسے اپنے تبصروں کے ساتھ شائع کیا۔ذیل میں اس کے چند اقتباسات اور ان کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے۔

(المصور المصریۃ، العدد الصادر فی 29 فبرایر 1952م صفحہ 34)

ظفر اللہ خان صاحب پرانے انڈین مجاہد ہیں، آپ انگریزی زبان میں عظیم انگریز مقرروں کی طرح دنیا کے اعلیٰ ترین اور خطرناک ترین ایوانوں میں اور خطرناک مسائل کے بارہ میں فی البدیہہ تقریر کا ملکہ رکھتے ہیں......جنہوں نے آپ کو تقریر کرتے ہوئے سنا ہے ان کی گواہی ہے کہ آپ دنیا کے عظیم مقررین میں سے ایک ہیں۔

آپ سچائی کو مقدس سمجھتے ہیں اور ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتے ہیں کہ اصل حقیقت پر کسی قسم کی مبالغہ آمیزی کا اضافہ نہ ہو۔آپ بخوبی جانتے ہیں کہ کہاں بولنا ضروری ہے اور کہاں خاموشی اختیار کرنا لازم ہے۔

آپ ہی وہ شخصیت ہیں جو پیام امن لے کر بادلوں کے درمیان اڑتی پھرتی ہے۔ ......

آپ ایک نیک اور ہمدرد آدمی ہیں، آپ نے اپنی تنخواہ کا تیسرا حصہ پاکستان میں انسانی بھلائی کی تنظیموں کے لئے وقف کر رکھا ہے۔اور اقوام متحدہ کے ممبران اس بات کے گواہ ہیں کہ آپ اپنی فرض نمازیں ان کے اوقات پر ادا کرنے کے پابند ہیں۔یہاں تک کہ ایک دفعہ ایک اجلاس کے جاری رہنے کی وجہ سے آپ گھر میں جا کر نماز ادا نہ کرسکے چنانچہ آپ نے قریبی ٹیلیفون کے بوتھ میں داخل ہو کر کھڑے ہو کر ہی نماز ادا کرلی۔

ظفر اللہ خان کے بارہ میں مشہور ہے کہ دلائل وبراہین کے بیان اور حقائق کے تذکرہ میں آپ کا کوئی ثانی نہیں ہے۔جب بھی آپ بولتے ہیں یا زبانی خطاب فرماتے ہیں تو آپ کی گفتگو نہایت اعلیٰ درجہ کی ہوتی ہے۔آپ نے سلامتی کونسل میں سات گھنٹے مسلسل خطاب کرنے کا ریکارڈ بھی قائم کیا ہے۔

(المصور المصریۃ، العدد الصادر فی 92فبرایر 2591م ص10 بحوالہ مجلۃ البشری المجلد 81 نیسان أیار 2591م ص65، إلی95)

اقوام متحدہ میں مصری نمائندہ کی شہادت

شاید ہمارے دوست مکرم محمد ظفر اللہ خان صاحب ہی اس وقت کی مشہور عالمی شخصیات میں سے وہ واحد شخصیت ہیں جو ہر وقت قرآن کریم اپنے پاس رکھتے ہیں اور ہر آسمان اور ہر زمین حتیٰ کہ آسمان کی فضاؤں میں بھی جبکہ وہ جہازوں میں مشرق سے مغرب اور شمال سے جنوب کی سمت محو سفر ہوتے ہیں پانچوں نمازیں قبلہ شریف کی طرف منہ کر کے ادا کرتے ہیں، اور قلم وزبان سے (دین) کے فضائل ومحاسن کے بیان سے تھکتے نہیں اور اقوام متحدہ میں بھی (دینی) احکام پر عمل کرنے سے پیچھے نہیں رہتے۔

(جریدۃ الأخبار عدد 32 یونیو 2591م بحوالہ المجلۃ البشری المجلد 81 أغسطس 2591م ص 411)

اہل قادیان ایک عرب احمدی کی نظر میں

1950 میں مصر کے ایک مخلص احمدی عبدالحمید أفندی صاحب قادیان گئے۔وہاں سے انہوں نے اہل قادیان کے بارہ میں جو اپنے تاثرات لکھ کر ارسال کئے وہ یہاں نقل کئے جاتے ہیں۔

اہل قادیان کے بارہ میں میری رائے یہ ہے کہ وہ ایک ایسی کھلی کتاب کی طرح ہیں جس میں ہم معصومیت کی نشانیوں کا بیان پڑھتے ہیں۔ان کے دل میں بنی نوع انسان کو شیطان کے چنگل سے چھڑانے اور خدائے رحمٰن کی طرف لے جانے کے لئے ایک آگ اور تڑپ ہے۔اور اخلاقی حسن ان میں اس اعلیٰ درجہ کا ہے کہ جو بڑے سے بڑے اعدائے (دین) کو بھی ان کی محبت کا گرویدہ اور ان کا قدردان بنادے۔یہ صفات اور خصائل ہیں جو میں نے ان میں خود دیکھے ہیں۔

(خط مکرم عبدالحمید أفندی از قادیان 14 اگست 1950)

اہل کبابیر کی اہل قادیان سے مشابہت

مکرم عبد اللہ اسعد عودہ صاحب جماعت احمدیہ کبابیر کے قدیم احمدی ہیں وہ لکھتے ہیں کہ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں ایک خط لکھا جس کے جواب میں حضور نے انہیں فرمایا کہ:

"اہل کبابیر اہل قادیان سے مشابہت رکھتے ہیں کیونکہ دونوں اپنے پہلے مرکز میں مقیم ہیں۔اس لحاظ سے دونوں گویا خیر کے بیج کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان سے اردگرد کے علاقوں میں جماعت کا ذکر پھیل رہا ہے۔اس لئے دونوں کا اللہ کے نزدیک بڑا مقام ہے۔پس اس مقام ومرتبہ کا ہمیشہ خیال رکھیں، اللہ آپ کے ساتھ ہو"۔

گیارہ ممالک کے اتحاد کی تجویز

مارچ 1952ء کے آخر پر حضرت خلیفہ ثانی حیدرآباد میں مقیم تھے۔آپ کے یہاں قیام کا اہم ترین واقعہ "اتحاد بین المسلمین" کے موضوع پر عظیم الشان لیکچر ہے جو 25/مارچ 1952 کو آپ نے ارشاد فرمایا۔

اس عظیم الشان لیکچر میں حضور نے فرمایا کہ اجتماعیت اور ملّت کا جو احساس دین نے پیدا کیا ہے وہ کسی اور مذہب نے پیدا نہیں کیا۔صرف دین ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے اپنے ماننے والوں کو اجتماعیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔

پھر حضور نے اتحاد کے عناصر کے بیان میں کلمہ طیبہ، قبلہ، نماز، حج وغیرہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ چاہے کوئی سنی یا شیعہ یا کسی اور مسلک سے تعلق رکھتا ہو ان عناصر سے انکار نہیں کرسکتا، اور یہ عناصر سب میں مشترک ہیں۔

قرآن کریم میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

اے مسلمانو، تم آپس میں اختلاف نہ کرو۔اگر تم آپس میں اختلاف کروگے تو کمزور ہوجاؤ گے اور دشمن سے شکست کھاؤ گے۔تم ہمیشہ اکٹھے رہنا اور ایک دوسرے کے مددگار رہنا۔واصبروا اور چونکہ اکٹھے رہنے میں تمہیں کئی مشکلات پیش آئیں گی اس لئے تمہیں صبر سے کام لینا ہو گا۔جب تم اجتماعیت کی طرف آؤ گے تو کئی جھگڑے پیدا ہوں گے...... پھر تم کیا کرو۔فرمایا واصبروا اور مجھ پر امید رکھو میں خود اس کا بدلہ دوں گا۔

اس کے بعد حضور نے اتحاد کے دو اصول بیان فرمائے۔

1۔اگر ہم اکٹھے ہو کر بیٹھ جائیں گے تو آہستہ آہستہ اتحاد کی کئی صورتیں نکل آئیں گی۔فلاں مردہ باد، فلاں زندہ باد کے نعروں سے کچھ نہیں بنتا۔اگر کوئی نقطہ مرکزی ایسا ہے جس پر اتحاد ہوسکتا ہے تو اس کو لے لو کیونکہ قرآن کہتا ہے کہ اختلافات قائم رکھو...... پھر یہ بیوقوفی کی بات ہے کہ ہم ان اختلافات کی وجہ سے اتحاد کو چھوڑ دیں۔

دوسرا اصول اتحاد کا یہ ہے کہ چھوٹی چیز کو بڑی چیز پر قربان کردیا جائے۔اگر تم دیکھتے ہو کہ ہر بات میں اتحاد نہیں ہوسکتا تو تم چھوٹی باتوں کو چھوڑ دو اور بڑی باتوں کو لے لو۔

پس ان دونوں باتوں پر عمل کیا جائے تو اتحاد

ہوسکتا ہے اس وقت پاکستان، لبنان، عراق، اردن، شام، مصر، لیبیا، ایران، افغانستان، انڈونیشیا اور سعودی عرب یہ گیارہ مسلم ممالک ہیں جو آزاد ہیں اور ان سب میں اختلاف پائے جاتے ہیں۔ اگر انہوں نے آپس میں اتحاد کرنا ہے تو پھر اختلافات کو برقرار رکھتے ہوئے ان کا فرض ہے کہ وہ سوچیں اور غور کریں کہ کیا کوئی ایسا پوائنٹ بھی ہے جس پر وہ متحد ہوسکتے ہیں؟ اور اگر کوئی ایسا پوائنٹ مل جائے تو وہ اس پر اکٹھے ہوجائیں اور کہیں کہ ہم یہ بات نہیں ہونے دیں گے۔

مثلاً یہ سب ممالک اس بات پر اتحاد کرلیں کہ ہم کسی مسلم ملک کو غلام نہیں رہنے دیں گے اور بجائے اس کے کہ اس بات کا انتظار کریں کہ پہلے ہمارے آپس کے اختلافات دور ہوجائیں وہ سب مل کر اس بات پر اتحاد کرلیں کہ وہ کسی ملک کو غلام نہیں رہنے دیں گے اور سب مل کر اس کی آزادی کی جدوجہد کریں گے......

وہ اس بات پر اکٹھے ہوجائیں کہ اختلاف کے باوجود ہم دشمن سے اکٹھے ہوکر لڑیں گے اور ہم بھی اس بات پر اکٹھے ہوجائیں کہ باہمی اختلافات کے باوجود ہم ایک دوسرے سے لڑیں گے نہیں۔

اسلام پر ایک نازک زمانہ آرہا ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی آنکھوں کو کھولیں اور خطرات کو دیکھیں اور کم از کم اس بات پر اکٹھے ہوجائیں کہ خواہ کچھ بھی ہو ہم رسول کریم ﷺ کا ذکر مٹنے نہیں دیں گے۔ (تاریخ احمدیت جلد 14 صفحہ 63 تا 73)

1953ء کے فسادات پر مصری پریس

مصر کے مشہور صحافی جناب عبدالقادر حمزہ نے پاکستان میں مذہب کے عنوان سے اخبار ’البلاغ‘ میں ایک خصوصی مقالہ سپرد اشاعت کیا جس کا خلاصہ اخبار ’مدینہ‘ بجنور 28/ مارچ 1953ء میں حسب ذیل الفاظ میں شائع ہوا:۔

قاہرہ 23/ مارچ اخبار البلاغ کے پروپرائٹر عبدالقادر حمزہ پچھلے دنوں مصری اخبار نویسوں کے وفد کے رکن کی حیثیت سے پاکستان گئے تھے۔ آپ نے اپنے اخبار کے صفحہ اول پر ایک مضمون شائع کیا ہے جس میں واضح کیا گیا ہے کہ پاکستان میں مذہب کے نام پر ناجائز فائدہ اٹھایا جارہا ہے علماء اور دوسرے لوگ عوام کے کورانہ عقائد سے بے جا استفادہ کررہے ہیں۔

آجکل پاکستان اسی لعنت میں مبتلا ہے جس میں مصر مبتلا رہ چکا ہے۔ یعنی کچھ لوگ سیاسی اثر بڑھانے کے لئے مذہب سے بے جا فائدہ اٹھانے کی کوشش کررہے ہیں اور ایسے معاملات سیاسیات میں دخل دینے کی کوشش کررہے ہیں جو ان سے تعلق نہیں رکھتے محض اس دعویٰ کی بناء پر کہ ہم علماء ہیں دوسرے لوگ بھی عوام کے مذہبی احساسات سے بے جا فائدہ اٹھانے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ ان لوگوں پر دوسرے ممالک کے مسلمانوں کی نسبت مذہب کا اثر زیادہ غالب ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستانی مسلمان قرآن پڑھتا ہے۔ اور وہ اس کی بعض سورتوں کو از بر کرلیتا ہے۔ لیکن وہ نہ قرآن کے معانی و مطالب کو سمجھتا ہے اور نہ اسلام کے متعلق کسی دوسری کتاب کو۔ نہ عربی زبان جانتا ہے اس لئے خواندہ ہونے کے باوجود ناخواندہ ہوتا ہے۔ اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ عام پاکستانی محض مذہبی طور پر مسلمان ہیں اور ان سے مذہب کے نام پر یا اس کے متعلق جو کچھ کہہ دیا جاتا ہے اس پر یقین کرلیتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے دورہ میں جو فرقہ وارانہ گڑبڑ دیکھی اس کا بڑا سبب یہی تھا کہ مسلمان اسلام کی صحیح سپرٹ سے ناآشنا ہیں۔ میرا مقصد نہ احمدیوں کی صفائی پیش کرنا ہے اور نہ ان کے مخالفوں پر نکتہ چینی کرنا۔ اگر ایسی صورت میں کہ اختلافی بحث بلوے اور آتش زنی کی شکل اختیار کرلے اور بے گناہ لوگوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا جانے لگے تو افسوس ہوتا ہے۔ اگر پاکستانی مسلمان زیادہ ہوجائیں اور تعلیم یافتہ افراد کی تعداد بڑھ جائے تو ایسے قابل اعتراض اعمال کا رونما ہونا ناممکن ہوجائے گا۔ ضرورت ہے کہ جہاں جدید علوم وفنون حاصل کئے جائیں وہاں قرآن کے معانی و مفہوم سے قریب تر ہونے کی کوشش کی جائے۔

(بحوالہ بدر قادیان 7/ اپریل 1953ء صفحہ 6)

شاہ ابن سعود کی المناک وفات پر حضرت مصلح موعود کی طرف سے تعزیت

شاہ عبدالعزیز ابن سعود جو نجد و حجاز مقدس کے بادشاہ اور عالم اسلام کے نہایت جری، زبردست مدبر اور مرنجاں اور جدید جنگی فنون کے ماہر اور بین الاقوامی سیاست کے پیچ و خم سے واقف تھے 10 نومبر 1953ء کو انتقال کرگئے۔ تمام عرب ملکوں نے اپنی سرکاری تقریبات ملتوی کردیں اور قاہرہ، دمشق اور عمان کے ریڈیو سٹیشنوں سے عام پروگرام کی بجائے قرآن پاک کی تلاوت شروع کردی گئی۔ تمام عرب ملکوں نے اڑتالیس گھنٹوں تک سوگ منایا۔ نیویارک میں اقوام متحدہ کا پرچم شاہ ابن سعود کے ماتم میں سرنگوں رہا۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور 21 /نومبر 1953ء ص 1)

صاحب الجلالۃ شاہ مملکت سعودیہ عبدالعزیز ابن سعود جیسے بیدار مغز، نیک دل اور شریف بادشاہ کے عہد حکومت میں اتحاد بین المسلمین کی تحریک کو بہت تقویت حاصل ہوئی۔

جلالۃ الملک ابن سعود کا یہ کارنامہ ہمیشہ یاد رہے گا کہ انہوں نے حج بیت اللہ کے دروازے ہر کلمہ گو کے لئے ہمیشہ کھلے رکھے۔ ایک بار الفضل کے سیاسی نامہ نگار نے جلالۃ الملک سے مکہ معظمہ میں ملاقات کی تو انہوں نے جماعت احمدیہ کی نسبت فرمایا کہ دعوت حق میں مدد دینا ہمارا کام ہے اور احمدیوں کی نسبت جب سورت کے ایک اہلحدیث نے شکایت کی کہ یہ ایک اور نبی کے ماننے والے ہیں تو سلطان نے کہا یہ تو شرک فی النبوۃ کرتے ہوں گے مگر یہاں تو شرک فی التوحید کرنے والے بھی آتے ہیں۔ پھر احمدیوں کو مکّہ سے نکالنے کی تجویز پر پوچھا کیا یہ کعبۃ اللہ کو بیت اللہ سمجھ کر حج کے لئے آتے ہیں؟ جواب میں ”ہاں“ سن کر فرمایا ”تو کیا یہ عبدالعزیز کے باپ کا گھر ہے جس سے میں نکال دوں؟ یہ خدا کا گھر ہے۔“

(روزنامہ الفضل قادیان 24/ جولائی 1935ء صفحہ 5 کالم 3، 4)

جمعیت العلمائے ہند سے خصوصی رابطہ رکھنے والے ایک صاحب علم اور صاحب قلم نے ہفت روزہ ”صدیق جدید“ لکھنؤ مورخہ 6/ اگست 1965ء صفحہ 8 میں شاہ عبدالعزیز ابن سعود کے زمانے کا یہ واقعہ بایں الفاظ لکھا کہ:

”حجرہ نشین مولویوں نے مرحوم سے کہا کہ چونکہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں۔ اس لئے انہیں حجاز مقدس سے نکال دیا جائے۔ مرحوم نے مولوی صاحبان سے پوچھا کہ قادیانی حج کو اسلام کا رُکن اور اس کو فرض سمجھتے ہیں یا نہیں؟ اس پر مرحوم نے فرمایا کہ جو شخص حج کی فرضیت کا قائل ہے اور اسے اسلام کا اہم رُکن سمجھتا ہے اسے حج سے روکنے کا مجھے کوئی حق نہیں۔ یہ واقعہ ہم نے مرحوم کی زندگی میں خود بعض مولویوں کی زبانی سنا تھا۔ ممکن ہے کہ بعض اخبارات میں بھی شائع ہوا ہو“۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مصلح موعود کو دنیائے اسلام کی اس عظیم شخصیت کے المناک انتقال پر بہت صدمہ ہوا اور آپ نے 11 /نومبر 1953ء کو اپنی اور جماعت احمدیہ کی طرف سے سعودی عرب کے نئے سلطان ہز مجسٹی شاہ سعود بن عبدالعزیز کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار فرمایا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی کرے۔ اس سلسلہ میں حضور نے شاہ عبدالعزیز کے بیٹے کے نام ربوہ سے جو برقیہ ارسال فرمایا اس کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

”ہز مجسٹی شاہ سعودی عرب...... ریاض!

میں اپنی اور جماعت احمدیہ کی طرف سے آپ کے نامور والد کی وفات پر آپ سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل فرمائے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے محبوب و مقدس ملک عرب کو امن اور ترقی سے نوازے اور تمام امور میں آپ کی رہنمائی فرمائے اور آپ کے کندھوں پر جو بوجھ ڈالا گیا ہے اسے برداشت کرنے میں آپ کی مدد کرے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

مرزا بشیرالدین محمود احمد امام جماعت احمدیہ ربوہ

مورخہ 11 /نومبر 1953ء

(روزنامہ المصلح کراچی 18 /نومبر 1953ء صفحہ 1، مجلّہ ”البشریٰ“ دسمبر 1953ء صفحہ 179)

صاحب الجلالۃ شاہ سعود بن عبدالعزیز کی طرف سے حضرت مصلح موعود کو اس تعزیت نامہ کے جواب میں حسب ذیل برقیہ موصول ہوا:۔

آپ کی طرف سے تعزیت فرمانے اور ہمارے اس بہت بڑے دکھ میں ہمارا ساتھ دینے پر ہم آپ کے اور آپ کی جماعت کے شکرگزار ہیں۔ سعود بن عبدالعزیز۔

(مجلّہ ”البشریٰ“ نومبر 1954ء)

عراق کے نائب سفیر کی طرف سے حضرت چوہدری محمد ظفراللہ خان صاحب کی خدمات کا اعتراف

عراق کے نائب سفیر متعینہ پاکستان السید عبدالمہدی العشیر نے پاکستان کے یوم آزادی کے موقع پر 14 /اگست 1953ء کو ریڈیو پاکستان سے اہل پاکستان کے نام ایک پیغام نشر کرتے ہوئے فرمایا کہ عراق پاکستان کی اس جدوجہد کو کبھی فراموش نہیں کرسکتا جو اس نے اقوام متحدہ میں متعدد عرب مسائل کی تائید میں کی ہے۔ موصوف نے کہا کہ پاکستان کے وزیر خارجہ چوہدری ظفراللہ خان صاحب نے اس سلسلے میں وہ عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ جس نے اہل عراق کے دل موہ لئے ہیں۔ آپ کی شخصیت میں انہیں ایک سچا اور حقیقی دوست ملا ہے۔ آپ نے بے مثال جذبے اور کمال دلیری سے ان کے قومی مفاد کی حفاظت کی ہے یہی وجہ ہے کہ آپ کا نام عراقیوں کی قومی تاریخ میں ہمیشہ زندہ رہے گا۔ انہوں نے مزید فرمایا کہ پاکستان اور عراق کے درمیان گہرے اور مستحکم تعلقات قائم ہیں۔ دونوں نے بین الاقوامی حلقوں میں عالمی امن کی سلامتی اور غلام ممالک کے باشندوں کی تحریک آزادی میں ایک دوسرے سے گہرا تعاون کیا ہے۔

(مارننگ نیوز ”Morning News“ کراچی 16/ اگست 1953ء بحوالہ روزنامہ المصلح کراچی 18/ اگست 1953ء صفحہ 3)

م۔حلیم

ہمارے خاندان کی چند شفیق ہستیاں اور نیک یادیں

بعض ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جن کو اس دنیا سے رخصت ہوئے کئی برس گزر جائیں۔لیکن اُن کی نیک یادیں کبھی بھی نہیں مٹتیں۔جن کا تعلق محبت اور خلوص سے بھرپور ہوتا ہے۔وہ زندگی کے ہر لمحہ ساتھ رہتے ہیں۔اور تنہائی میں اُن کو یاد کر کے اُن سے لگاؤ کی وجہ سے بے اختیار آنسو نکل جاتے ہیں۔جس خاندان میں میری شادی ہوئی خدا کے فضل سے وہ خاندان جماعت میں بہت معروف ہے۔میرا سسرال کافی بڑا ہے اور سارے بھائی بچوں کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتے ہیں میری ساس بھی اُس وقت حیات تھیں اور ہمارے ساتھ تھیں۔سسرال آنے کے بعد ویسے تو سب سے ہی پیار کا تعلق تھا۔لیکن چند ہستیوں نے مجھے اپنے پیار اور خلوص کی وجہ سے بہت متاثر کیا۔ان میں میری ساس صاحبہ مکرمہ امتہ الحفیظ قریشی صاحبہ اہلیہ قریشی عبدالغنی صاحب مرحوم کا ذکر خیر کروں گی۔یہ خاندان خدا کے فضل سے ربوہ کے ابتدائی باسیوں میں سے ہے۔

میری ساس صاحبہ

میری ساس صاحبہ بہت زیادہ پیار کرنے والی ہمدرد اور خلوص سے بھرپور پیاری خاتون تھیں۔نیک اور تہجد گزار تھیں۔رمضان المبارک میں دو یا تین دفعہ قرآن کریم کا دور مکمل کرتی تھیں۔میرے بیٹے وقاص احمد نے جب قرآن کریم ختم کیا اُس وقت آپ اپنی بیٹی ریحانہ شاہین صاحبہ کے پاس امریکہ گئی ہوئی تھیں۔مجھے وہاں سے کئی فون کئے اور بہت زیادہ خوشی کا اظہار کیا۔آپ کے والد حضرت مولوی محمد عثمان صاحب رفیق حضرت مسیح موعود تھے۔اپنے والدین کی سب سے پیاری اور لاڈلی بیٹی تھیں۔

میری ساس نے اپنی شادی کے بعد اپنی ساس اور نندوں کی بہت خدمت کی۔اپنے گھر کو ہر وقت ہر ایک کے لئے کھلا رکھا۔ڈیرہ غازی خان سے بہن بھائیوں کے بچے اکثر آتے رہتے تھے اور کئی کئی دن رہائش رکھتے تھے۔جلسہ سالانہ کے دنوں میں جلسہ سے کئی دن پہلے گھر مہمانوں سے بھر جاتا اور یہ خوب خدمت کرتیں اور بہت زیادہ خوش ہوتیں۔

محلّہ کے سینکڑوں بچوں نے آپ سے قرآن مجید پڑھا۔پرانی باتیں بیان کرنے کا بہت شوق تھا۔میری چونکہ اباجی سے ملاقات نہ ہوئی تھی وہ میری شادی سے پہلے وفات پا چکے تھے میں ان کے بارے میں جاننے کے لئے اُن سے باتیں پوچھتی تو آپ اُن دنوں میں گم ہو جاتیں اور کئی واقعات سناتیں تو وقت کا اندازہ ہی نہ ہوتا۔

جب بھی بیٹیوں اور اپنی بہوؤں میں کچھ تقسیم کرنا ہوتا تھا سب سے پہلے میرے پاس لاتیں اور کہتیں تم سب سے پہلے پسند کر لو۔جب میں اپنے بہن بھائیوں کے بارہ میں کوئی خوشی کی بات بتاتی اور ساتھ ہی یہ کہتی کہ میں سب سے پہلے اس کا ذکر آپ سے کر رہی ہوں تو بہت زیادہ خوشی کا اظہار کرتیں اور کہتیں کہ یہ ہم دونوں کا پیار کا تعلق ہے۔

میری ساس بہت ہی صابر تھیں کبھی اپنی تکلیف یا بیماری کا اظہار نہ کرتیں۔شوگر کی مریضہ تھیں میرے میاں عبدالحلیم سحر صاحب ہمیشہ اُن کے چہرے سے بھانپ لیتے کہ امی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

بیٹوں میں حلیم کے ساتھ خاص پیار کا تعلق تھا۔اپنا دُکھ سُکھ ان کو بتایا کرتی تھیں۔اپنے بیٹوں اور بیٹیوں اور اُن کے بچوں سے بہت زیادہ پیار کرتیں۔

میری امی اور بہنوں سے بھی بہت زیادہ پیار کا تعلق تھا،تحفوں کے تبادلے ہوتے رہتے تھے۔ایک مرتبہ ڈیرہ غازی خان سے کسی عزیز نے سوہن حلوہ اور گرم شال دی اور مجھے دکھا کر کہا کہ یہ تمہاری اماں کے لئے ہے۔اُدھر میری امی کا بھی یہی حال تھا ہر موسم میں سوٹ لیا ہوتا کہ یہ تمہاری ساس کے لئے ہے۔جب بھی میرے ساتھ امی کے گھر جاتیں تو دونوں ایک ہی تکیہ پر سر رکھ کر گھنٹوں باتیں کرتیں یہ دیکھ کر کہ ان کے پیار کا اتنا زیادہ تعلق ہے۔بہت ہی مزہ آتا۔

آپ کی وفات لندن میں ہوئی۔پاکستان واپسی کی تیاری کر رہی تھیں کہ بیمار ہو گئیں اور وہیں وفات ہوئی۔لندن سے جب آپ کا سامان واپس آیا تو اُس میں ایک پرفیوم اور ایک سوٹ تھا جس پر والدہ منصورہ لکھا ہوا تھا۔

خلافت سے بے انتہاء لگاؤ اور محبت تھی۔اسی طرح خاندان حضرت مسیح موعود سے بہت گہرا تعلق رکھا ہوا تھا۔اپنی نواسی راضیہ بیٹی جو امتہ الباسط شاہین صاحبہ اور شاہین سیف اللہ صاحب مرحوم کی بیٹی تھیں کی جوانی کی وفات کو بڑے صبر اور حوصلے سے سہا۔

راضیہ

اُس نے صرف 16 بہاریں دنیا میں گزاریں۔چھوٹی سی عمر میں ہر ایک سے پیار کیا کس کو خبر تھی کہ ہر وقت خوشیوں میں کھیلنے والی خوشیاں بکھیرنے والی یہ پیاری لڑکی اتنی چھوٹی عمر لے کر آئی ہے۔اس کے بارے میں جب سوچتی ہوں تو لگتا ہے وہ چھوٹی نہیں تھی بلکہ بہت بڑی تھی۔ایک مرتبہ چھٹیوں میں ہم لاہور گئے۔باجی باسط گھر نہیں تھیں اس اکیلی بچی نے ہمیں کمپنی بھی دی اور خوب خاطر تواضع کی۔تھوڑی دیر بعد بچوں کے لئے کوئی نہ کوئی کھانے کی چیز لے آتیں خاص طور پر بچوں کو آئس کریم لا کر دی۔پھر بچوں کو کہانیاں سنانی شروع کر دیں۔مجھے وہ لمحات نہیں بھولتے جب عالیہ اور وقاص راضیہ باجی کہتے ہوئے اُس کے پیچھے پیچھے ہوتے تھے۔وہ میرے ساتھ بڑی خوشی سے باتیں کرتی۔حلیم کے ساتھ اُن کی پسند کی باتیں کرتی مجھے وہ ممانی جان کہتی جبکہ باقی بچے آنٹی کہتے تھے۔

اللہ تعالیٰ اس معصوم اور پیاری بچی کو اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لے اور کروٹ کروٹ اپنے پیار کی جنت میں ہر روز اُس کا مقام اور مرتبہ بلند کرے۔(آمین)

سیفی بھائی

اب میں مکرم شاہین سیف اللہ خان صاحب (سیفی بھائی جان) کا ذکر کروں گی۔ان تینوں ہستیوں کا آپس میں بہت گہرا تعلق تھا اس لئے ان سب کے بارہ میں ذکر کرنا ضروری تھا۔ان تینوں سے میرے بچوں نے بے انتہا پیار حاصل کیا۔سیفی بھائی جان بہت نیک،ملنسار،خوش اخلاق،بہت ہمدرد اور محبت کرنے والے سادہ انسان تھے۔اپنی پیاری بیٹی راضیہ کا غم بہت صبر سے برداشت کیا۔کبھی اُن کی زبان سے شکوہ نہ سُنا۔اسی طرح پیاری باجی باسط نے بھی یہ دُکھ اور غم نہایت صبر سے سہا۔اللہ تعالیٰ اس پیارے وجود کو صحت والی لمبی عمر عطا فرمائے۔اصل تعلق اور پُرخلوص پیار و محبت کا ذریعہ تو باجی باسط ہی بنیں جن کی وجہ سے اُن کے میاں (سیفی بھائی جان) اور اُن کی بیٹیوں سے میرے بچوں کو پیار ملا۔

ان کی بڑی بیٹی امتہ القیوم فرزانہ صاحبہ بھی خدا کے فضل سے بہت محبت اور پیار کرنے والی ہیں۔اللہ نے اعلیٰ تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا ہے اور M.Sc تک تعلیم حاصل کی ہے۔سیفی بھائی جان سول انجینئر تھے ان کا شمار خدا کے فضل سے ٹاپ کے انجینئرز میں ہوتا تھا۔1994ء میں آپ چکوال میں رہائش پذیر تھے۔ہم لوگ بچوں کے ساتھ چکوال گئے آپ نے ہمیں چکوال کے آس پاس سارے علاقوں کی سیر کروائی اس میں کلر کہار،دوالمیال،چواسیدن شاہ،قلعہ رہتاس وغیرہ۔ان دنوں آپ موٹر وے اسلام آباد سیکشن 3 کے انچارج تھے۔موٹر وے پر انجینئرز کی رہائش اور مشینری کے لئے کیمپ بنائے گئے تھے۔ہمیں وہاں بھی لے کر گئے اس جگہ کو بہت خوبصورت بنایا گیا تھا۔ہر طرف پھول ہی پھول تھے۔ایک ایک کمرہ دکھایا جو بڑی نفاست کے ساتھ سجایا گیا تھا۔جو آپ کی محنت اور ذوق کی داد دے رہا تھا اور آپ کے چیف انجینئر ہونے کا ثبوت تھا سیفی بھائی جان جلد ہی لاہور میں شفٹ ہو گئے۔ایک بھی چھٹی ہوتی آپ لوگ ربوہ آجاتے۔

لاہور میں آفس ٹائم کے بعد آپ اکثر جماعتی کاموں میں مصروف نظر آتے۔ایک دفعہ میں نے ان کے ہاتھ میں وفات یافتہ لوگوں کی ایک فہرست دیکھی معلوم ہوا کہ یہ وہ لوگ تھے جو اپنی زندگی میں باقاعدگی سے چندہ تحریک جدید ادا کرتے تھے لیکن اب ان کے وارث نہیں مل رہے تھے۔شاہین صاحب اس لسٹ کو Up to date کر رہے تھے تاکہ وہ اپنی طرف سے ان کا چندہ ادا کر سکیں۔

ایک دفعہ میری والدہ بیمار ہوئیں۔ہمارے بچوں کے سالانہ پیپرز تھے میں والدہ کے گھر نہ جا سکتی تھی اور پریشان تھی آپ ہماری طرف آئے ہوئے تھے مجھے پریشان دیکھا۔آپ لوگوں نے واپس اسی وقت لاہور جانا تھا۔اپنا پروگرام ملتوی کیا اور سیفی بھائی جان اور باجی امتہ الباسط نے رات میری والدہ کے گھر گزاری اور اُن کی تیمارداری کی میری امی اتنی خوش ہوئیں کہ اُن کی بیماری جاتی رہی۔

کبھی کسی کو پریشان نہ دیکھ سکتے تھے اور اگر کوئی بیمار ہوتا اپنا ہو یا غیر پیسے اور وقت کی کچھ پرواہ نہ کرتے بس ایک ہی خیال رہتا کہ اس کی بیماری اور پریشانی دور ہو جائے۔

خاندان بھر کے سارے بچوں سے بہت پیار تھا ہر ایک بچے سے اُس کے مزاج کے مطابق پیار کا تعلق تھا۔ایک مرتبہ شدید سردیوں میں عید پر ربوہ آئے ہوئے تھے کہ زیادہ ٹھنڈ کی وجہ سے بیمار ہو گئے۔باجی باسط نے مجھے کہا کہ تمہارا کمرہ چونکہ گرم ہے شاہین صاحب اور ہم وہاں آجاتے ہیں۔لیکن اس پیارے اور عظیم وجود نے ہم سے اپنا خیال رکھوانے کی بجائے ہمارا خیال رکھنا شروع کر دیا۔اگر ہم تھوڑا سا بھی کچھ ان کے لئے کرتے تو شکریہ ادا کرتے نہ تھکتے تھے۔

میرے امی اور ابو سے بہت پیار اور خلوص کا تعلق تھا ابا رمضان کے آخری عشرہ میں سخت بیمار ہو گئے اور اُن کا ڈاکٹر ہسپتال لاہور میں فوری بائی پاس تجویز ہوا۔ہم اپنے تینوں بچوں کو باسط باجی اور فرزانہ (شاہین صاحب کی بڑی بیٹی) کے پاس چھوڑ کر دس دن تک ابا کے پاس رہے۔آپ عید منانے ربوہ یا ڈیرہ غازی خان جایا کرتے تھے جب میں نے اصرار کیا کہ آپ لوگ عید کے لئے چلے جائیں تو مجھے جواب دیا کہ آپ پریشان نہ ہوں میں اپنے بیمار دوست کو چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔اس طرح آپ نے ہماری خاطر عید لاہور میں ہی گزاری۔

یہ لوگ تو اب چراغ لے کر ڈھونڈنے سے نہیں ملتے۔اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند کرے آسمان پر اپنی رضا کی جنتوں میں ہر روز اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا کرے۔اور ان کی ساری نیکیاں ان کی اولاد کو اور ہمارے سارے خاندان کو آگے بڑھانے کی توفیق دے۔(آمین)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم لقمان احمد دانش صاحب معلم وقف جدید ٹکڑا 58/3 ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی بھتیجی علینہ سحر عمر 7 سال بنت مکرم سرفراز احمد صاحب مرل ضلع سیالکوٹ اور امۃ الحی عمر 8 سال بنت مکرم اعجاز احمد صاحب نے قرآن کریم کا پہلا دور مکمل کر لیا ہے ان دونوں بچیوں کی تقریب آمین مورخہ 16/اکتوبر 2011ء کو منعقد ہوئی۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم عطاء الرقیب صاحب مربی ضلع سیالکوٹ نے دونوں بچیوں سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور دعا کروائی۔ دونوں بچیوں کو قرآن کریم پڑھانے میں مکرم نوید النصر صاحب اور مقامی معلم صاحب کے علاوہ محترمہ نجمہ سرفراز صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرل کا اہم کردار شامل ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ بچیوں کو قرآن پڑھنے، سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

ولادت

مکرم طاہر احمد خان صاحب ٹیچر نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے خاکسار کے بیٹے مکرم خاور احمد خان مبارک صاحب مقیم وینکوور کینیڈا کو مورخہ 8/اکتوبر 2011ء کو تیسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ نومولود کا نام عمار احمد خان تجویز ہوا ہے۔ بچہ ننھیال کی طرف سے حضرت ڈاکٹر سید غلام غوث صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ احباب جماعت سے بچے کے نیک، خادم دین، والدین کیلئے قرۃ العین اور صحت وسلامتی والی درازی عمر کیلئے درخواست دعا ہے۔

ولادت

مکرم عمران گل صاحب ساہیوال تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز از راہ شفقت بچے کا نام عفان احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم خالد احمد صاحب سب انسپکٹر پنجاب پولیس کا پوتا، مکرم ملک یونس احمد صاحب آف ساہیوال شہر کا نواسہ اور مکرم چوہدری رحمت علی صاحب سابقہ پریذیڈنٹ جماعت 137/9L ضلع ساہیوال کی نسل سے ہے۔ احباب جماعت سے نومولود کی درازی عمر صحت وسلامتی دینی اور دنیاوی ترقیات کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ولادت

مکرم محمد یوسف بقاپوری صاحب ایڈیشنل جنرل سیکرٹری اسلام آباد تحریر کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے خاکسار کے بھتیجے مکرم محمد اویس صاحب بقاپوری ابن مکرم محمد الیاس صاحب بقاپوری آڈیٹر حلقہ سول لائن لاہور کو محض اپنے فضل وکرم سے مورخہ 8/اکتوبر 2011ء کو ٹورانٹو کینیڈا میں پہلی بیٹی سے نوازا ہے۔ جس کا نام انعم اویس رکھا گیا ہے۔ نومولودہ مکرم حمید احمد علوی صاحب سابق پولیس انسپکٹر ڈسکہ سیالکوٹ کی نواسی ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ کو صحت وسلامتی والی طویل فعال زندگی عطا فرمائے نیز نیک، صالحہ، خادمہ دین، ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے والی اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

اعلان دار القضاء

(مکرمہ امۃ اللطیف خورشید صاحبہ ترکہ مکرم شیخ خورشید احمد صاحب)

مکرمہ امۃ اللطیف خورشید صاحبہ نے درخواست دی ہے کہ میرے خاوند مکرم شیخ خورشید احمد صاحب وفات پا چکے ہیں۔ ان کا اکاؤنٹ نمبر 10/206 امانت تحریک جدید میں ہے۔ جس میں اس وقت -/55,215 روپے موجود ہیں۔ لہٰذا ان کے اکاؤنٹ میں موجود رقم میری امانت ذاتی 80109 صدر انجمن احمدیہ میں منتقل کر دی جائے۔ جملہ ورثاء کو اس منتقلی پر کوئی اعتراض نہ ہے۔

تفصیل ورثاء

1۔ مکرمہ امۃ اللطیف خورشید صاحبہ (بیوہ)
2۔ مکرم لئیق احمد خورشید صاحب (بیٹا)
3۔ مکرمہ نصرت ظفر صاحبہ (بیٹی)
4۔ مکرم شاہد خورشید صاحب (بیٹا)
5۔ مکرمہ عفت خورشید ملک صاحبہ (بیٹی)
6۔ مکرم زاہد خورشید صاحب (بیٹا)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو تحریراً مطلع کر کے ممنون فرمائیں۔ (ناظم دار القضاء ربوہ)

درخواست دعا

مکرمہ پروفیسر سیدہ نسیم سعید صاحبہ لاہور تحریر کرتی ہیں۔

میرے شوہر مکرم محمد سعید احمد صاحب کو گزشتہ ایک ماہ سے شدید کمزوری ہے کھانا پینا کم ہو کر بالکل ختم ہو چکا ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو شفاء کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

تاریخ احمدیت ضلع ساہیوال
کیلئے معلومات درکار ہیں

ضلع ساہیوال (منٹگمری) کی تاریخ کی تصنیف واشاعت کا کام شروع کیا گیا ہے۔ ایسے احباب جماعت یا ان کے بزرگوں میں سے کسی کا تعلق ضلع ساہیوال، اوکاڑہ، پاکپتن سے ہو اور ان کے پاس کوئی تاریخی تصاویر، دستاویزات یا اہم واقعات ہوں۔ ان سے تعاون کی درخواست ہے۔ نیز ایسے مربیان کرام جو مرکز میں تحقیقی کام میں تعاون کر سکیں۔ ان سے تعاون کی درخواست ہے۔

برائے رابطہ: سید داؤد احمد شریفی
سیکرٹری تصنیف واشاعت ضلع ساہیوال
0321-9697300

شکریہ احباب

مکرم شیخ لیاقت حسین صاحب صدر حلقہ سول لائن لاہور تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کی ہمشیرہ مکرمہ نعیمہ بشریٰ صاحبہ زوجہ مکرم سید نجم الدین صاحب دار الشکر ربوہ کی وفات پر احباب جماعت نے خود آ کر اور بذریعہ فون اظہار ہمدردی و اظہار افسوس کیا اور ہمارے غم میں شریک ہوئے۔ خاکسار کیلئے ان کا فرداً فرداً شکریہ ادا کرنا ممکن نہ ہے اس لئے بذریعہ روزنامہ الفضل سب احباب کا شکریہ تمام اہل خانہ کی طرف سے ادا کرتا ہوں اور درخواست دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کے ساتھ مغفرت کا سلوک فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

دورہ نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل

مکرم خالد محمود صاحب نمائندہ مینیجر روزنامہ الفضل آجکل توسیع اشاعت، وصولی واجبات اور اشتہارات کیلئے ضلع گوجرانوالہ کے دورہ پر ہیں احباب جماعت واراکین عاملہ اور مربیان کرام سے خصوصی تعاون کی درخواست ہے۔ (مینیجر روزنامہ الفضل)

بہادر شاہ ظفر۔ خاندان مغلیہ کا آخری بادشاہ اور شاعر

ابو المظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ ظفر غازی 24/اکتوبر 1775ء (27 شعبان 1189ھ) کو دہلی میں پیدا ہوا۔ وہ اکبر شاہ ثانی کا دوسرا بیٹا لال بائی کے بطن سے تھا یہ اردو کا بہترین شاعر بھی تھا۔

بہادر شاہ نے فن سپاہ گری، فن تیر اندازی، فن شہ سواری، خطاطی اور خوش نویسی میں کمال حاصل کیا۔ اس کی رسم تاجپوشی 30 ستمبر 1837ء کو قلعہ دہلی میں ادا کی گئی۔ بہادر شاہ نے دیگر شادیوں کے علاوہ زینت محل سے شادی کی جو کہ احمد قلی خان کی بیٹی تھی۔ یہ وفا شعار بیوی شاہ کے آخری سانسوں تک اس کی خدمت میں حاضر رہی جبکہ دوسری بیویاں ساتھ چھوڑ گئی تھیں۔

بہادر شاہ کا اقتدار صرف لال قلعے یا قلعہ معلی دہلی کی چار دیواری کے اندر تک محدود تھا اور اس کی حیثیت ایسٹ انڈیا کمپنی کے ایک وظیفہ خوار کی سی تھی۔ کمپنی سے اسے ایک لاکھ روپیہ ماہانہ بطور وظیفہ ملتا تھا اور دوسری جاگیروں اور شہر کے چند مکان سے بادشاہ کی آمدنی ڈیڑھ لاکھ روپے سالانہ تھی۔

انگریز آہستہ آہستہ ہندوستان پر قابض ہو رہے تھے۔ بہادر شاہ کو بھی انہوں نے مجبور و بے بس کر دیا تھا۔ بہادر شاہ کے خلاف داخلی طور پر بھی ہر طرف سے بغاوتیں ہو رہی تھیں۔ بگڑتے ہوئے حالات نے بادشاہ کو بیمار و نحیف کر دیا تھا۔ بہادر شاہ 1857ء تک برائے نام بادشاہ تھا۔ غدر کے دوران باغیوں نے اسے ہندوستان کا خود مختار بادشاہ بنا دیا لیکن انگریز سرکار نے اس کا ماہانہ وظیفہ بند کر دیا۔ چنانچہ نوبت فاقوں تک پہنچ گئی۔ 23 ستمبر 1857ء کو بہادر شاہ نے جان بخشی کے وعدے پر اپنے آپ کو انگریزوں کے حوالے کر دیا۔ انگریز میجر ہڈسن نے سوائے جوان بخت شہزادے اور زینت محل شہزادی کے سوا باقی سب شہزادوں کو قتل کرا دیا اور سر جان لارنس نے بادشاہ کو ایک سال تک ذلت وخواری کے ساتھ قید میں رکھا۔ ملکہ زینت محل اور شہزادہ جوان بخت کو بھی بعد ازاں گرفتار کر لیا۔ 1858ء میں لارنس نے بادشاہ پر بغاوت کا مقدمہ چلایا اور بالآخر 17/اکتوبر 1858ء کو بہادر شاہ کو قید کر کے رنگون بھجوا دیا گیا۔ بادشاہ کے ساتھ اس کی دو بیویاں اور شہزادہ جوان بخت کو رہنے کی اجازت دی گئی۔ یہاں پر انہیں گزر اوقات کے لئے 600 روپے ماہانہ وظیفہ ملتا رہا۔

قید کے دوران شاہ کو فالج کا عارضہ لاحق ہوا اور وہ 7 نومبر 1862ء کو اسی بیماری کے باعث وفات پا گیا۔ اسے رنگون میں ہی سپرد خاک کیا گیا۔ 1884ء میں اس کی خدمت گزار بیوی زینت محل کا بھی انتقال ہو گیا۔ اسے بھی شاہ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

خبریں

لیبیا پر 42 سال حکمرانی کا سورج غروب

کرنل قذافی ہلاک لیبیا کے صدر کرنل معمر قذافی جو 7 جون 1942ء کو پیدا ہوئے اور 27 سال کی عمر میں 1969ء میں اقتدار سنبھالا۔ وہ 20/ اکتوبر 2011ء کو 41 سال 11 ماہ اور 22 دن ملک پر حکومت کرنے کے بعد باغی جنگجوؤں کے ہاتھوں ہلاک ہوگئے جس کے ساتھ ہی معمر قذافی کے 42 سالہ حکمرانی کا سورج غروب ہوگیا۔ قذافی کے آبائی شہر سرت میں فیصلہ کن معرکے میں قذافی کے بیٹے معتصم سمیت 20 وفادار ساتھی مارے گئے۔ قذافی کے آبائی شہر سرت پر باغیوں نے مکمل قبضہ کرلیا ہے اور قذافی کی لاش مصراتہ پہنچا دی گئی ہے۔ ہلاکت کی اطلاع ملتے ہی کئی شہروں میں قذافی کے مخالفین سڑکوں پر نکل آئے اور جشن منایا۔

جگر کی سوزش کی وجہ بننے والا جین

دریافت ہیڈ برگ یونیورسٹی ہاسپٹل جرمنی کے ماہرین نے ایک جین اے، بی، سی، بی 4 میں ایک ایسی خرابی دریافت کی ہے جس کی وجہ سے جگر کی سوزش کی بیماری ہوتی ہے۔ اس خرابی کی وجہ سے جگر میں بائل نامی رطوبت کا غیر ضروری اخراج شروع ہوکر مرض کا سبب بنتا ہے۔ اس خرابی کا ماہرین کو پہلے علم نہ تھا۔ اس کی نشاندہی سے نئی ادویات تیار کرنے میں مدد ملے گی۔

دو سال سے کم عمر بچوں کا ٹی وی دیکھنا ان کی ذہنی نشوونما کیلئے نقصان دہ ہے

امریکن اکیڈمی آف پیڈیاٹریکس نے جدید مطالعے کے پیش نظر گائیڈ لائن جاری کی ہے جس میں کہا ہے کہ دو سال اور اس سے کم عمر بچوں کو ٹی وی ہرگز نہ دکھائیں۔ گائیڈ لائن میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ والدین کی اپنی ٹی وی دیکھنے کی عادت اور اس دوران بچوں کو سامنے بٹھانے یا گود میں لئے رکھنے سے بچوں کی ذہنی نشوونما پر کسی قدر منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

کھانسی کا شربت کم عمر بچوں کیلئے نقصان دہ ہوسکتا ہے

امریکی طبی ماہرین نے کہا ہے کہ کھانسی کا شربت چھ سال سے کم عمر بچوں کو پلانے سے گریز کرنا چاہئے۔ کھانسی کے شربت میں موجود اجزاء بچوں میں مضر اثرات کا باعث بن سکتے ہیں۔ خاص طور پر دمے کے شکار بچوں کو ہر ممکن طریقہ سے دور رکھا جائے۔ کھانسی کا شربت کم عمر بچوں میں بے آرامی، بہت زیادہ غنودگی، متلی بھوک کی کمی، جسم پر خراشوں کا نمودار ہونا اور بلند فشار خون کا سبب بن سکتا ہے۔

گمشدہ بٹوہ

مکرم میر ناصر احمد صاحب مکان نمبر 3/A ناصر آباد غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔ مورخہ 19/ اکتوبر 2011ء کو دو بجے دن ریلوے پھاٹک سے ریلوے روڈ کی طرف جاتے ہوئے جیبی بٹوہ کہیں گر گیا ہے جس میں کچھ نقدی اور کچھ ضروری کاغذات اور ضروری فون نمبر درج ہیں۔ ایک انتہائی ضروری (فرد ملکیت) جس پر موضع شیخ پور تحصیل و ضلع گجرات درج بھی موجود ہے۔ کسی بھی دوست کو اگر یہ پرس ملا ہو تو درج بالا پتہ اور فون نمبر پر رابطہ فرمائیں۔

0331-7726299,0476212757

ربوہ میں طلوع و غروب 24۔ اکتوبر

طلوع فجر	4:51
طلوع آفتاب	6:16
زوال آفتاب	11:53
غروب آفتاب	5:29

دارالضیافت میں قربانی

بیرون ربوہ نیز بیرون پاکستان سے ایسے احباب جو جماعتی نظام کے تحت عیدالاضحیٰ کے موقع پر مرکز سلسلہ میں قربانی کروانے کے خواہشمند ہوں وہ اپنی رقوم بالتفصیل جلد از جلد خاکسار کو بھجوادیں۔

1۔ قربانی بکرا -/10,000 روپے
2۔ قربانی حصہ گائے -/5,000 روپے

(نائب ناظر ضیافت دارالضیافت ربوہ)

صحت مند رہنے کے سنہری اصول سیکھنے کیلئے کتاب "صحت مند زندگی" سے استفادہ فرمائیں۔
انگریزی ترجمہ بھی دستیاب ہے۔ کتب فروشوں سے طلب فرمائیں۔ کتاب کے تعارف کیلئے
روزنامہ الفضل 21 مئی 2011ء ملاحظہ فرمائیں۔

خوشخبری
Govt. Lic # ID.541
اسلام آباد/ لاہور سے بیرون ملک ڈائریکٹ پروازوں پر خصوصی پیکیج

منزل	یکطرفہ	دوطرفہ
لندن	41000/-	77,900/-
برمنگھم	41000/-	75000/-
مانچسٹر	41000/-	75000/-
فرینکفرٹ	43000/-	73000/-
ایمسٹرڈم	48100/-	76,500/-
پیرس	45000/-	74000/-
نیویارک	68500/-	113000/-
ٹورانٹو	69300/-	118,800/-
ٹوکیو	68000/-	105,600/-
بیجنگ	42,700/-	72,200/-

SABINA TRAVEL CONSULTANT
Islamabad:051-2871329 / 0300-5105594
Rabwah: 047-6211211-6215211/ 0334-6389399

بادی بواسیر کیلئے
تریاق بواسیر
NASR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
PH:047-6212434

سٹار جیولرز
سونے کے زیورات کا مرکز
حسین مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
طالب دعا: تنویر احمد
047-6211524
0336-7060580

آندرے آر لینگویج انسٹیٹیوٹ
جرمن زبان سیکھے گوئٹے انسٹیٹیوٹ سے منظور شدہ ٹیچر
اور اب لاہور کراچی ٹیسٹ کی تیاری کیلئے بھی تشریف لائیں۔
(1) کورس دو ماہ -/5000 ماہانہ (2) کورس تین ماہ -/6000 ماہانہ (3) صرف تیاری ٹیسٹ ایک ماہ -/5000
ایئر کنڈیشنر کی سہولت موجود ہے
برائے رابطہ: طارق شبیر دارالرحمت غربی ربوہ
03336715543, 03007702423,0476213372

رشید برادرز گولبازار ربوہ
Shop: 047-6211584
Rasheed uddin
0300-4966814

نیا سال ہم سب کو مبارک ہو ہمارے واسطے یہ سال رحمت و بشارت ہو
الرفیع بینکوئیٹ ہال
فل ایئر کنڈیشنڈ • فیکٹری ایریا حلقہ سلام ربوہ • تمام سہولیات کے ساتھ
Hall: 047-6216041
Aleem uddin
0300-7713128
ربوہ کا پہلا شادی ہال جس میں مردوں اور خواتین کیلئے علیحدہ ہال

FR-10

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ڈسکاؤنٹ مارٹ ملک مارکیٹ ریلوے روڈ ربوہ
جیولری۔ انڈین پوکی، برائیڈل سیٹ، کاسمیٹکس، ہوزری، پرفیوم
0343-9166699,0333-9853345

اگر آپ بلڈ شوگر کے مریض ہیں تو
الحمید ہومیو کلینک اینڈ سٹور
ہومیو فزیشن ڈاکٹر عبدالحمید صابر ایم۔اے
مرمارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ گول بازار کے قریب: 0344-7801578

ڈینگو بخار کا علاج
بخار کے دوران
1- GHP-451GH قطرے قیمت -/130 روپے
2- AHS-51 گولیاں قیمت -/30 روپے 25 گرام
جب بخار نہ ہو یا بخار سے محفوظ رہنے کیلئے
3- AHS: 51 گولیاں قیمت -/30 روپے 25 گرام
عزیز ہومیو پیتھک کلینک اینڈ سٹور رحمٰن کالونی ربوہ
PH:047-6211399,6212399,6212217

مغل بینکوئیٹ ہال
ایک نام | ایک معیار | مناسب دام
کشادہ ہال 350 مہمانوں کے بیٹھنے کی گنجائش
لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام
کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے
پروپرائٹر محمد عظیم احمد فون: 6211412,03336716317